

از عدالتِ عظمیٰ

بلیشور تیواری (متونی) بذریعہ قانونی نمائندے ودیگران

بنام

شیو جتن تیواری ودیگران

تاریخ فیصلہ: 20 مارچ 1997

[کے راماسوامی اور ایس صغیر احمد، جسٹس صاحبان]

بہار لینڈ ریفرمز ایکٹ، 1950 / بہار لینڈ ریفرمز قواعد، 1951: دفعات 2(k)، 6 اور 35 / قاعدہ 7E(3) — "خاص کی ملکیت" — 1957 میں پٹہ دار کے قبضے میں زمین بیچنا۔ حق کے اعلامیہ کے لیے خریدار کا مقدمہ دائر کرنا۔ کرایہ دار جو 1925 سے پٹہ دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ اپیلیٹ عدالت نے مقدمے کا فیصلہ مدعی کے حق میں کرتے ہوئے قرار دیا کہ 1952 تا 1969 کے اندراجات ظاہر کرتے ہیں کہ خریدار قبضے میں تھا، اور وہ شخص جو درمیانی حیثیت رکھتا ہے، لازمی طور پر عملی قبضے میں ہونا چاہیے — اگرچہ ایکٹ کے دفعہ 6(1)(a) میں جامع تعریف میں سالانہ پٹہ بھی شامل ہوگا، لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قبضہ ہمیشہ ثالث کے پاس ہونا چاہیے اور کرایہ دار کو اپنے کرایہ داری کے حق کی کوئی ضمانت نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن فوری معاملے میں کرایہ دار 1925 سے مسلسل زمین کے قبضے میں رہا، حالانکہ 1979 میں ڈگری پر عمل درآمد کرتے ہوئے قبضہ کر لیا گیا تھا اور ضروری دشمنی کا امکان موجود نہیں تھا۔ ریکارڈ کی تخلیق، زمین کے کاشتکار، جس پر ایکٹ اس زمین کا حق دیتا ہے جسے وہ کاشت کرتا ہے، کے منصفانہ اور قانونی حق یا دعوے یا مفاد کو شکست دینے کے لیے ایک چھپاؤ ہے۔ کسی ثالث کے بذریعہ دعویٰ کرنے والے شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ غیر واضح ثبوت کے بذریعہ یہ ثابت کرے کہ ثالث نے زمین پر اپنا حق برقرار رکھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ عدالت عالیہ اور ماتحت جج کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا جاتا ہے اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کی گئی ڈگری کو بحال کر دیا جاتا ہے۔ خریدار کو زمین کا قبضہ رعیت (رلیٹ) کو واپس دینا ہوگا۔

گرچرن سنگھ بنام کملا سنگھ ودیگران، [1976] 2 ایس سی سی 152؛ رمیش بیجئے شرما بنام پشوپتی رائے ودیگران، [1979] 4 ایس سی سی 27؛ لبانیا بالا دیوی (شریمتی) بنام ریاست بہار، پٹنہ سیکرٹریٹ، پٹنہ ودیگر، [1994] ضمنی 3 ایس سی سی 725 اور بریگھوناتھ سہائے سنگھ ودیگران بنام محمد خلیبر رحمان ودیگران، [1995] 5 ایس سی سی 687، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2533، سال 1980۔

ایس اے نمبر 326، سال 1978 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے مورخہ 27.4.79 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے رنجیت کمار اور مس بنو تمٹا۔

جواب دہندگان کے لیے بی بی سنگھ۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل پٹنہ عدالت عالیہ کے سنگل جج کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے، جو 27 اپریل 1979 کو ایس اے نمبر 326/1978 میں دائر کی گئی تھی، جس میں اپیل کو شروع میں مدت میں خارج کر دیا گیا تھا۔

مدعا علیہ مدعی نے ضلع بھوج پور کے برہم پور پولیس اسٹیشن میں واقع کھاتہ نمبر 952 میں پلاٹ نمبر 235 اور 243 والی زمین کے 3. بیگھا اور چھ کتھا کے حق کے اعلامیہ کے لیے مقدمہ دائر کیا۔

تسلیم شدہ موقف یہ ہے کہ مدعا علیہ نے 23 مئی 1957 کو راجہ ڈمر اوم راج سے 82.2 انا کی رقم میں زمین خریدی تھی۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 145 کے تحت کارروائی شروع کی گئی جس میں یہ قرار دیا گیا کہ اپیل کنندہ زمین کے قبضے میں پایا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں، مذکورہ بالا اعلانیہ مقدمہ مدعا علیہ کی طرف سے دائر کیا گیا۔ یہ اپیل کنندہ کا معاملہ ہے کہ وہ سال 1925 سے پٹہ دار کے طور پر زمین پر قابض ہے۔ ٹرائل کورٹ نے اس دلیل کو قبول کر لیا اور نتیجہ درج ذیل درج کیا:

"ڈمر اوم راج کے ان اپنے دستاویزات سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ مدعا علیہ 1925 سے مقدمے کی زمین پر رعیت کے طور پر قابض ہے۔ مدعا علیہ نے ڈمر اوم راج کی تیار کردہ سال 1350 کی اصل کھتیسوانی بھی دائر کی ہے جس میں مدعا علیہ کے آباؤ اجداد کا نام بھی مقدمے کی

زمین پر ملتا ہے۔ نمائش سی ڈمراؤن راج کا جاما بندی رجسٹر ہے جس میں مقدمہ کھاتہ نمبر 91 پر مدعا علیہ کے آباؤ اجداد کا نام بھی ہے۔ اس طرح مدعا علیہ کی مذکورہ دستاویزات واضح طور پر ثابت کرتی ہیں کہ سوٹ کی زمین کبھی بھی مالک کی زیرات کی زمین نہیں تھی اور نہ ہی خاص کے قبضے میں ڈمراؤن راج کے پاس تھی۔ بلکہ ان دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ مدعا علیہ کے قبضے میں مقدمہ کی زمین بطور رعیت رہی ہے۔"

اس بنیاد پر مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ اپیل پر، ماتحت جج نے فیصلہ دیا کہ سال 1952-69 کی اندراجات سے پتہ چلتا ہے کہ مدعا علیہ زمین کے قبضے میں تھا اور اس لیے راجہ ڈمراؤن راج نے اپیل گزار کو سال بہ سال زمین پٹہ پردی تھی اور اس طرح بہار لینڈ ریفرمز قواعد 1951 کے قاعدہ 7-E (iii) اور بہار لینڈ ریفرمز ایکٹ (مختصر طور پر، "ایکٹ") کی دفعہ 35 کے تحت تحقیقات میں، اس کے تحت منظور کیے گئے حکم کے سلسلے میں کسی بھی دیوانی عدالت میں کوئی مقدمہ نہیں لایا جا سکتا۔ اس طرح، یہ دیکھا جاتا ہے کہ صفحہ 21 پر، اس نے اس طرح درج کیا:

"چونکہ متنازعہ زمین مالک کی نجی زمین ہونے کی وجہ سے سال بہ سال پٹہ پردی جاتی تھی، اس لیے یہ ثابت کرنا ضروری نہیں تھا کہ متنازعہ زمین پر ڈمراؤن راج خاص کے قبضے میں تھا۔ یہاں یہ شامل صنعتی عمل ضروری ہے کہ مدعی چتھا پیش کر کے یہ ظاہر کرنے میں کامیاب رہا ہے کہ دکھی تیواری اور دیگر افراد کو متنازعہ زمین کے سلسلے میں کئی سالوں کے چٹھے میں درج کیا گیا تھا۔ یہ حقیقت اس حقیقت کو بھی ثابت کرتی ہے کہ متنازعہ زمینیں ڈمراؤن راج کے ذریعے سال بہ سال پٹہ پردی جاتی تھیں اور مدعا علیہ یا دوسرے شخص کے ذریعے مختلف سالوں میں پٹہ کا عمل واضح طور پر چٹھے میں درج ان افراد کی سوٹ کی زمین پر پٹہ یا حق کا کوئی حق نہیں دیتا ہے۔"

صفحہ 22 پر مزید درج ہے کہ

"پٹہ کی بنیاد پر متنازعہ زمین کے مختلف افراد کا پٹہ نجی زمین کے کردار کو تبدیل نہیں کرتا ہے اور نہ ہی یہ ان افراد کو کوئی حق دے سکتا ہے اور نہ ہی قبضہ مخالفانہ سے کامل حق دے سکتا ہے۔"

اس طرح، اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مدعا علیہ کے پاس جائیداد کا حق ہے۔ اس کے مطابق، اس نے اعلان کیا کہ مدعا علیہ کے پاس جائیداد کا جائز حق ہے۔ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ 1979 میں ڈگری پر عمل درآمد کرتے ہوئے مدعا علیہ نے زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔

ان حقائق سے جو سوال غور و فکر کے لیے پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے: کیا مدعا علیہ کا پیشرو، ڈمر اون راج زمین کے خاص قبضے میں تھا اور اس طرح مدعا علیہ نے بیع نامہ کے تحت جائیداد کا حق حاصل کر لیا؟

اپیل گزاروں کے وکیل، شری رنجیت کمار کا کہنا ہے کہ ماتحت بیج کی طرف سے درج کیا گیا نتیجہ اس عدالت کے مقرر کردہ قانون کے پیش نظر واضح طور پر غلط ہے۔ جواب دہندگان کے وکیل شری بی بی سنگھ کا کہنا ہے کہ دفعہ 6(1)(a) کی دفعات اور قاعدہ E-7 (III) کے تحت منظور کردہ حکم کے پیش نظر یہ زمین ڈمر اون راج کی نجی زمین ہے اور اپیل کنندہ نے بہار لینڈ ریفرمز ایکٹ کے تحت کوئی حق حاصل نہیں کیا تھا۔ 1951 میں اس اسٹیٹ کو ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد، اپیل کنندہ کو ریہات کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ اسے زمین کا مالک تسلیم کیا گیا تھا۔ اس لیے مدعا علیہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ زمین کا مالک ہے۔ حق کا اعلامیہ قانون کی غلطی سے ذائل ہوتا ہے۔

متعلقہ تنازعات کے پیش نظر، غور طلب سوال یہ ہے: کیا ماتحت بیج کا نظریہ قانون میں درست ہے؟ ایکٹ کی دفعہ 6(1) میں کہا گیا ہے کہ ملکیت کی تاریخ کو اور اس کے بعد سے زرعی یا باغبانی کے مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی تمام زمینیں، جو اس طرح کی ملکیت کی تاریخ کو کسی ثالث کے قبضے میں "خاص" کے قبضے میں تھیں، بشمول مالک کی نجی زمینیں جو سال کی مدت کے لیے یا سال بہ سال پٹہ کے تحت دی گئی تھیں، جس کا حوالہ بہار پٹہ داری ایکٹ 1885 کی دفعہ 116 میں دیا گیا ہے۔ دفعہ 7A اور B کی توضیحات کے تابع، ریاست کے ذریعے ایسے ثالث کے ساتھ آباد سمجھا جائے گا اور وہ اس پر قبضہ برقرار رکھنے کا حقدار ہو گا اور ایسی زمینوں پر قبضے کے حقوق رکھنے والی ریاست کے تحت انہیں ایک ریہات کے طور پر رکھنا، بشرطیکہ اس طرح کے منصفانہ اور منصفانہ پٹہ کی ادائیگی ہو جس کا تعین کلکٹر مقررہ طریقے سے کرے۔ ذیلی دفعہ (2) میں کہا گیا ہے کہ اگر ذیلی دفعہ (1) میں مذکور زمینوں پر اپنے خاص قبضے کے بارے میں یا ایسی زمینوں کی حد کے بارے میں کسی ثالث کا دعویٰ مذکورہ ذیلی دفعہ کے تحت ایسی زمینوں کے کرایے کے تعین سے پہلے کسی شخص کے ذریعے متدعو یہ ہے، تو کلکٹر درخواست پر اس معاملے کی ایسی تحقیقات کرے گا جو اسے مناسب لگے اور ایسا حکم جاری کرے گا جو اسے منصفانہ اور مناسب معلوم ہو۔ خاص ملکیت کی تعریف ایکٹ کے دفعہ 2(k) میں کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"2(k) زرعی یا باغبانی کے مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی کسی بھی زمین کے مالک یا مالک بحق انتفاع کے قبضے کے حوالے سے خاص قبضے کا مطلب ہے اس طرح کے مالک یا مالک بحق انتفاع کا قبضہ اس طرح کی زمینوں پر کاشت کر کے یا خود اپنے اسٹاک کے ساتھ باغبانی کے کام انجام دے کر یا اپنے خدام کے ذریعے یا کرائے کے مزدوروں کے ذریعے یا کرائے کے اسٹاک کے ساتھ۔"

خاص قبضے سے متعلق تنازعہ اب مربوط نہیں ہے۔

اس عدالت نے گرچرن سنگھ بنام کملا سنگھ و دیگران، [1976] 2 ایس سی سی 152 پیرا گراف 20 اور 21 میں 162 پر اس پہلو سے نمٹا تھا اور تین ججوں کی بنچ نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا تھا:

"ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے کہ دفعہ 6(1) کی ذیلی شقوں (a)، (b) اور (c) کا اطلاق ہوتا ہے۔ وکیل دلیل یہ ہے کہ وہ مرکزی پیرا گراف کے دائرے میں آتا ہے، مبینہ طور پر خاص کے قبضے میں ہونے کی وجہ سے۔ مزید بحث کی تعریف کرنے کے لیے، یہ دوبارہ بیان کرنا مفید ہے کہ اپیل کنندہ نے اپنی عرضی دعویٰ میں کہا ہے کہ اسے 1954 کے اوائل میں مقابلہ کرنے والے جواب دہندگان کی طرف سے بے عزتی کے ایک شرمناک عمل کے ذریعے بے دخل کر دیا گیا تھا جو اس کے خلاف تھے۔ اس مہلک حقیقت سے بے خوف وکیل نے اپنے قبضے میں ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر بھی بحث کی۔ اس نے دفعہ 2(k) میں بیان کردہ خاص ملکیت کے تصور پر توجہ مرکوز کی۔ انہوں نے ایک تاریخی نقطہ نظر پیش کیا اور تجویز پیش کی کہ خاص کے قبضے کی ابتدا کا سراغ بنگال کرایہ داری ایکٹ، 1885 سے لگایا جاسکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ڈرافٹ مین نے سہولت کے لیے ان پہلے کے زمین کی میعاد کے قوانین کو تیار کیا ہو، لیکن ہمیں شروع میں ہی یہ سمجھنا چاہیے کہ آئین ہند نے ایک نئے فقہ کا آغاز کیا ہے، جیسا کہ حصہ IV کی رہنمائی میں اور حصہ III میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب روایتی فقہ کے ساتھ ایک پختہ وقفہ ہوا ہے اور جاگیر دارانہ زمینی نظام کو ختم کرنے اور اس کی جگہ لینے کی ایک بڑی کوشش کی گئی ہے جسے زرعی تعلقات کی تبدیلی کہا جاسکتا ہے، تو ہم ماضی کے دائرہ کار کی طرف توجہ نہیں دے سکتے یا کسی نئے قانون سازی کو قید نہیں رکھ سکتے۔ تاریخی روابط - سماجی و قانونی نظام میں ماضی سے علیحدگی قانون کے اصولوں کی پوجا سے مکمل نہیں ہوتی۔ خاص قبضہ کا مطلب وہی ہے جو سادہ انگریزی میں تعریف میں کہا گیا ہے۔ تعریف کی شق عام طور پر ایک قانونی لغت ہے، اور اس طرح دیکھا جائے تو، ہم نے اس فیصلے کے ابتدائی حصے میں وضاحت کی ہے کہ اس کا مطلب حقیقی، کاشتکاری کی ملکیت سے کم نہیں، اور کچھ نہیں ہے۔ یقیناً، دفعہ 6(1) صراحت کے ذریعے دیگر تباہ شدہ زمینوں کو شامل کر کے ایک خاص اضافہ کرتی ہے۔

دفعہ 6 محض ثالث (سابقہ مالک) کے قبضے میں خاص زمینوں کو بچانے کے ساتھ نہیں رکھتی ہے بلکہ اس میں عارضی پٹوں یا رہن پر بقایا کچھ زمینوں کو دیگر ان کے ساتھ شامل کرنے کے لیے آگے بڑھتی ہے، جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ نجی اراضی ہیں جنہیں بہار کرایہ داری قانون کے نام سے جانا جاتا ہے، مراعات یافتہ اراضی جنہیں چھوٹا نیگ پور کرایہ داری قانون کے نام سے جانا جاتا ہے، رہن رکھنے والوں کے ساتھ بقایا اراضی اور ایسی اراضی جو اصل میں مالک خود کاشت کر رہا ہے۔ عام طور پر جو چیز کرایہ داروں اور رہن داروں کے پاس بقایا ہے وہ خاص کے قبضے میں نہیں آسکتی ہے۔ تاہم قانون سازی کا خیال تھا کہ جب کہ مستقل کاشتکار کے حقوق کا تحفظ کیا جانا چاہیے اور اس لیے ریہات اور زیر زمینوں کو براہ راست ریاست کے تحت نجی مالکان کو ختم کرنے کے حقوق ہونے چاہئیں، زمیندار یا مالک کو بھی مناسب کرایہ کی ادائیگی پر ریاست کے تحت قبضہ کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے، ایسی زمینیں جو اس کے زرعی قبضے میں ہیں اور دیگر زمینیں جو واقعی نجی یا مراعات یافتہ زمینوں کے طور پر حاصل کی گئی تھیں یا اس کے قبضے کے ساتھ گروی رکھی گئی تھیں۔ اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے، دفعہ 6(1) نے خصوصی زمروں کو شامل کر کے اپنے دائرہ کار کو بڑھایا۔ لفظ 'شامل' عام طور پر تشریح کی شقوق میں استعمال ہوتا ہے تاکہ قانون کے مرکزی حصے میں پائے جانے والے الفاظ یا فقروں کے معنی کو بڑھایا جاسکے۔ یہ واضح تھا کہ دفعہ 6(1) اس حصے کے محدود مقصد کے لیے خاص ملکیت کے معنی کو بڑھانے کی اجازت دینے کے لیے لفظ 'بشمول' کا استعمال کرتا ہے، اس طرح اس بات پر زور دیتا ہے کہ، لیکن اس طرح کی توسیع کے لیے، خاص ملکیت کا بیان محاورہ عارضی کرایہ داروں کے ساتھ بھی بقایا زمینوں کو خارج کرتا ہے۔ لہذا یہ بالکل واضح ہے کہ خاص کی ملکیت کو حقیقی ملکیت کے محدود معنوں میں استعمال کیا گیا ہے اور 'نجی'، 'مراعات یافتہ' اور رہن والی زمینوں کے حوالے سے مالکان کو راحت دینے کے لیے اسے تھوڑی حد تک بڑھانا پڑا ہے۔ خاص کا قبضہ حقیقی قبضہ ہے، جو کہ زمین پر ایک قدم ہے، اور اصل داخلہ، درحقیقت ایک قبضہ، اس پر ایک موقف، اس پر قبضہ، ایک حقیقی، انتظامی عمل کے طور پر کیا گیا تعمیر قبضہ یا قانون میں قبضہ وہی ہے جو دفعہ 6(1) کی ذیلی شقوق میں شامل ہے۔ اس کے باوجود، یہ تصور کرنا ممکن ہے، حالانکہ شری مشرا چاہتے تھے کہ ہم اسے قبول کریں، یہ قبضہ اتنا وسیع ہے کہ اس میں محض ملکیت کا حق شامل ہے، جب جائیداد پر اصل تسلط سابق کے ساتھ دشمنی میں کسی کے پاس ہوتا ہے۔ قبضہ، جسے صحیح طریقے سے سمجھا گیا ہے، کا مطلب موثر، جسمانی کنٹرول یا پیشہ ہے۔

عالمی ملکیت کو بعض اوقات ملکیت کے حق کے مترادف کے طور پر غلط طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ (الفاظ اور جملے، دوسرا ایڈیشن، جان بی ساؤنڈرز، صفحہ 151)۔

ڈکشنری آف انگلش لا (ارل جوٹ) 1959 میں صفحہ 1367 پر "قبضہ" کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"قبضہ، کسی چیز پر جسمانی کنٹرول کا استعمال کرنے کا ظاہری امکان، ایسا کرنے کے ارادے کے ساتھ، یا تو پوری دنیا کے خلاف، یا کچھ افراد کے علاوہ پوری دنیا کے خلاف۔ اس لیے ملکیت کے تین تقاضے ہیں۔ سب سے پہلے حقیقی یا ممکنہ جسمانی کنٹرول ہونا چاہیے۔ دوسرا جسمانی کنٹرول قبضہ نہیں ہے، جب تک کہ ارادے کے ساتھ نہ ہو۔ لہذا اگر کوئی چیز سوئے ہوئے شخص کے ہاتھ میں ڈال دی جائے تو اس کے پاس اس کا قبضہ نہیں ہے۔ تیسرا، امکان اور ارادے کو ظاہری علامتوں سے نظر آنایا اس کا ثبوت ہونا چاہیے، کیونکہ اگر چیز کسی کے قابو میں ہونے کی کوئی علامت نہیں دکھاتی ہے، تو وہ اس کے پاس نہیں ہے۔

آخر میں، تاہم، 'ملکیت' کے معنی کا انحصار سیاق و سباق پر ہونا چاہیے۔ (ibid صفحہ 153)

ہو سکتا ہے، بعض حالات میں، قبضہ ملکیت کے حق کا احاطہ کر سکتا ہے، اس طرح یہ واضح ہے کہ اینگلو امریکن فقہ میں بھی، قبضہ حقیقی قبضہ ہے اور محدود معاملات میں، تعمیری قبضہ شامل ہو سکتا ہے لیکن جب کسی بھی تسلط یا حقیقت سے محروم ہونے کا حق حاصل ہے، تو یہ دعویٰ کرنا ایک عجیب و غریب قانونی مذاق ہو گا کہ مالک صرف اس وجہ سے قبضے میں ہے کہ اسے ملکیت کا حق حاصل ہے جب کوئی حریف، مالک کی مخالفت کے دہانے پر، حقیقت میں زمین پر منفی، کھلے عام اور مسلسل تسلط رکھتا ہے۔ تسلیم شدہ طور پر، موجودہ معاملے میں، مدعی کا قبضہ دفعہ 4 کے تحت استنبہال ہونے سے کم از کم دو سال پہلے مکمل طور پر ختم ہو گیا تھا۔ یہ صورت حال خاص کی ملکیت کو خارج کرتی ہے۔"

ریمیش بیجوئے شرمابنام پشوپتی رائے و دیگران، [1979] 4 ایس سی سی 27 پیرا گراف 28 میں 37 پر دو جوں کی بیچ نے اس کا اعادہ کیا:

"دفعہ 6 میں استعمال ہونے والا لفظ 'قبضہ' نہیں ہے لیکن یہ صفت 'خاص قبضہ' سے اہل ہے، اس کے مساوی 'اصل قبضہ' ہے کیونکہ اس لفظ کو 'تعمیری قبضہ' کے لفظ کے تضاد میں سمجھا جاتا ہے۔ سچ کہوں تو قانون نے ابھی تک ملکیت کے قانونی تصور کی واضح اور غیر واضح تعریف فراہم نہیں کی ہے۔ قبضے کے مسئلے پر کوئی نئی نقطہ نظر کی تعداد کا اعتماد کے ساتھ حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ یہاں ہم ملکیت کے مسئلے کا اعتماد کے ساتھ حوالہ دے سکتے ہیں۔ یہاں ہم اس بات سے فکر مند ہیں جسے زرعی اصلاحات کے آغاز کے لیے ایک قانون میں 'خاص قبضہ' کہا جاتا ہے اور اس لیے قانون سازی کے پیچھے مقصد اور مقصد کو تشریحی عمل کو مطلع کرنا چاہیے۔ تشریح اصل کا شکار، مٹی کے کاشتکار کے حق

میں ہونی چاہیے۔ اس تاثرات سے نمٹتے ہوئے اس عدالت نے گرچرن سنگھ بنام کملا سنگھ میں مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا ہے:

" اس لیے ملکیت کے تین تقاضے ہیں۔ سب سے پہلے حقیقی یا ممکنہ جسمانی کنٹرول ہونا چاہیے۔ دوسرا جسمانی کنٹرول قبضہ نہیں ہے، جب تک کہ ارادے کے ساتھ نہ ہو۔ لہذا اگر کوئی چیز سوئے ہوئے شخص کے ہاتھ میں دی جاتی ہے تو اس کے پاس اس کا قبضہ نہیں ہوتا ہے۔ تیسرا، امکان اور ارادے کو ظاہری نشانیوں سے نظر آنا یا اس کا ثبوت ہونا چاہیے، کیونکہ اگر چیز کسی کے قابو میں ہونے کی کوئی علامت نہیں دکھاتی ہے، تو وہ اس کے پاس نہیں ہے۔

آخر میں، تاہم، 'قبضہ' کے معنی کا انحصار سیاق و سباق پر ہونا چاہیے، (ibid صفحہ 153)۔

ہو سکتا ہے، بعض صورتوں میں، قبضہ ملکیت کے حق کا احاطہ کر سکتا ہے، اس طرح یہ واضح ہے کہ اینگلو امریکن فقہ میں بھی، قبضہ حقیقی قبضہ ہے اور محدود معاملات میں، تعمیری قبضہ شامل ہو سکتا ہے لیکن جب کسی تسلط یا حقیقت سے محروم ہونے کا حق حاصل ہے، تو یہ دعویٰ کرنا ایک عجیب قانونی مذاق ہو گا کہ مالک صرف اس وجہ سے قبضے میں ہے کہ اسے ملکیت کا حق حاصل ہے جب کوئی حریف، مالک کی مخالفت کے دہانے پر، حقیقت میں زمین پر منفی، کھلے عام اور مسلسل تسلط رکھتا ہے۔

"

اس طرح مشاہدہ کرنے کے بعد سورج ناتھ ابیر مقدمے میں اوپر نکالے گئے تناسب کے ساتھ ساتھ رام رن بیجائی سنگھ مقدمہ میں بھی تناسب کی منظوری دی گئی۔"

لبانیا بالادیوی (شریمتی) بنام ریاست بہار، پٹنہ سیکرٹریٹ، پٹنہ ودیگر، [1994] ضمنی 3 ایس سی 727725 پر تعریف کو نکالنے کے بعد اس طرح قرار دیا گیا:

" دفعہ 6(1)(b) کے ذریعے بچت صرف ان زمینوں کی ہے جو دراصل کسی ریاست میں زرعی مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں یا کسی پٹہ دار یا عارضی پٹہ دار کی میعاد اور براہ راست اس کے قبضے میں ہے اور خود اپنے اسٹاک کے ساتھ یا اس کے اپنے ریبات کے حقوق کے ذریعے کاشت کی گئی ہے جس کی تصدیق اس میں موجود شرائط کے تابع قانونی طور پر کی گئی ہے۔"

برلیگھو ناتھ سہائے سنگھ دیگران بنام محمد خالبر رحمان دیگران، [1995] 5 ایس سی 687 میں ایک اور بنچ نے دفعہ 2(k) میں "خاص قبضہ" کی تعریف پر غور کیا اور اس کے تحت فیصلہ دیا:

"قانون کی دفعہ 2(k) کو دفعات 4 اور 6 کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے واضح طور پر یہ تصور سامنے آتا ہے کہ جب زمین کی ملکیت منتقل ہو، تو اس وقت درمیانی فریق کو زرعی مقاصد یا باغبانی کے مقاصد کے لیے استعمال ہونے والی زمین پر بطور قابض اراضی موجود ہونا چاہیے، اور وہ زمین خود اپنی مویشیوں کے ذریعے، اپنے نوکروں کے ذریعے، یا کرائے کے مزدوروں یا کرائے کے مویشیوں کے ذریعے کاشت کر رہا ہو یا باغبانی کی کارروائیاں انجام دے رہا ہو۔"

اس طرح، یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ اگرچہ ایکٹ کے دفعہ 6(1)(a) میں استعمال ہونے والے "درمیانی حق" کی تعریف، سالانہ کاشت کو شامل کرتی ہے اور انٹر میڈیٹری اس طرح کی زمین کا مالک بن جاتا ہے جو مقررہ کرایہ کی ادائیگی سے مشروط ہے، خاص قبضے کا ارادہ درمیانی کے لیے قابل ذکر ہے جس کا اصل قبضہ ہونا چاہیے، یعنی زمین پر ایک پاؤں، اور دوسرے پر کھیت میں ہل اور مٹی میں ہاتھ؛ حالانکہ کرائے کے مزدور پر بھی غور کیا جاتا ہے۔ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ قبضہ اصل قبضہ ہے اور دفعہ 6 کے تحت مخصوص حد تک، یعنی خود ایک جامع عمل، اجازت نامے اور قبضے کو برقرار رکھنے کے حرکت پذیری کے ذریعے، کسی بھی طرح کی کمی کا اعتراف نہیں کرتا ہے۔ اسے بہار کرایہ داری قانون کے ساتھ بھی پڑھا جانا چاہیے جس میں "خاص قبضہ" سے نمٹا گیا ہے۔

یہ سچ ہے کہ دفعہ 6(1)(a) میں جامع تعریف میں سالانہ پٹہ بھی شامل ہو گا لیکن اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قبضہ ہمیشہ ثالث کے پاس ہونا چاہیے اور کرایہ دار کو اپنے کرایہ داری کے حق کی کوئی ضمانت نہیں ہونی چاہیے۔ لیکن جب کرایہ دار کئی سالوں تک مسلسل زمین کے قبضے میں رہا، بالکل 1925 سے، جیسا کہ ٹرائل کورٹ نے پایا، تسلیم شدہ طور پر، 1979 میں ڈگری پر عمل درآمد میں قبضہ کر لیا گیا تھا اور ضروری دشمنی کا امکان موجود نہیں تھا۔

جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے: کیا یہ "خاص قبضہ" ہو گا اور مدعا علیہ یہ اعلان کرنے کا حقدار ہے کہ ثالث خاص قبضے کے طور پر قبضے میں رہا۔ اس عدالت کے ذریعہ مقرر کردہ قانون کے پیش نظر، جیسا کہ پہلے اخذ کیا گیا تھا، اور حقیقت پسندانہ موقف کے پیش نظر، یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ کرایہ دار بطور ریت اپنے حق میں قبضے میں رہا حالانکہ وہ خاتمے سے پہلے ثالث کو کرایہ ادا کر رہا تھا۔ اس کی ملکیت صرف ایک ریت کی ملکیت ہے۔ مدعا علیہ کا فرض ہے کہ وہ غیر واضح ثبوت کے ذریعے یہ ثابت کرے کہ ثالث نے زمین میں اپنا ثالث کا حق برقرار رکھا ہے اور یہ ثبوت کوئی ثبوت پیش کر کے قائم نہیں کیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ ماتحت حج کی طرف سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ قاعدہ

E-7 (III) کے تحت جانچ کی گئی تھی لیکن ماتحت جج کی طرف سے کوئی نتیجہ درج نہیں کیا گیا ہے کہ جانچ اپیل گزار کو نوٹس جاری کرنے کے بعد کی گئی تھی۔

ان حالات میں، یہاں تک کہ اگر کوئی جانچ کی گئی تھی جب تک کہ اپیل کنندہ کو نوٹس نہیں دیا جاتا ہے اور تحقیقات میں اپنے حق کو قائم کرنے کے لیے ثبوت پیش کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا ہے، تو نتیجہ عام طور پر اسے پابند نہیں کرتا ہے۔ محصولات کے ریکارڈ میں اندراج پٹواری کی جنت ہے اور مٹی کا کاشتکار شاذ و نادر ہی اس سے متعلق ہوتا ہے۔ جب تک اس کا قبضہ اور استفادہ مناسب عمل اور قانون واجب عمل سے نہیں روکا جاتا ہے، وہ اندراجات سے کم از کم فکر مند ہے۔ دیہی بھارت میں یہ عام علم ہے کہ ایک ربیات ہمیشہ اس زمین کو اپنا تسلط مانتا ہے، اور عام طور پر اس کی اطاعت کرتا ہے، اخلاقی ریشے کے ساتھ جب تک کہ اس کی ملکیت میں خلل نہ پڑے۔ لہذا، ریکارڈ کی تخلیق، زمین کے کاشتکار، جس پر ایکٹ اس زمین کا حق دیتا ہے جسے وہ کاشت کرتا ہے، کے منصفانہ اور قانونی حق یا دعوے اور مفاد کو شکست دینے کے لیے ایک چھپاوا ہے۔

شری بی بی سنگھ، ان حالات میں، یہ دعویٰ کرنا چاہتے ہیں کہ اس سوال کو درج ذیل عدالتوں میں نہیں اٹھایا گیا ہے۔ چونکہ معاملے کی جانچ ضروری ہے، اس لیے اسے غور کے لیے عدالت عالیہ کو واپس کیا جاسکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ درج کردہ مندرجہ بالا نتائج کے پیش نظر، اس معاملے کی ترسیلات زر سے بہت کم مدد ملے گی۔

ان حالات میں، ہم اپیل کی اجازت دینے پر مجبور ہیں اور عدالت عالیہ اور ماتحت جج کے فیصلے کو بھی کالعدم قرار دیتے ہیں جو مقدمے کو مسترد کرنے والی ٹرائل کورٹ کی ڈگری کی تصدیق کرتا ہے۔ نتیجتاً، مدعا علیہ کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اس حکم کی وصولی کی تاریخ سے دو ماہ کے اندر قبضہ اپیل گزار کو واپس کر دے۔ اگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہتا ہے، تو اپیل کنندہ کو پولیس کی مدد سے اسے انجام دینے اور قائل کرنے کی آزادی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیل منظور کی گئی۔